حرمتِ ریش تراشی
قرآن و حدیث کی روشنی میں
از
افادات عالیہ
فقیہہ علوم اہلبیت
آیۃ اللہ الشیخ علامہ محمد حسین النجفی مدظلہ
ناشر:- ادارہ دار المصنفین والمبلغین
زیر اہتمام:- جامعہ علمیہ
سلطان المدارس الاسلامیہ سرگودہا

- مکتبہ السبطین جامعہ علمیہ سلطان المدارس الاسلامیہ عقب جوہر کالونی سرگودھا
- مکتبہ السبطین 294/9-بی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
- الحجہ اسلامک کمپلیکس اسلام پورہ نزد پرانا پل سرگودھا
- حیدر بک ڈپو امام بارگاہ بلاک 7 سرگودھا

حُرمتِ ریش تراشی

قرآن و حدیث کی روشنی میں

از

افادات عالیہ

فقیہہ علوم اہلبیت

آیۃ اللہ الشیخ علامہ محمد حسین النجفی مدظلہ

ناشر۔ ادارہ دار المصنفین والمبلغین

زیر اہتمام: جامعہ علمیہ

سلطان المدارس الاسلامیہ سرگودہا

نام رسالہ ________ حرمت ریش تراشی قرآن وحدیث کی روشنی میں

مصنف ________ فقیہ علوم اہل بیت آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین النجفی

نظر ثانی ________ مولانا رانا محمد نواز قمی صاحب مدرس مدرسہ ھذا

تعداد ________ ایک ہزار

سن اشاعت ________ 2006ء

ناشر ________ ادارہ دار المصنفین والمبلغین زیر اہتمام

جامعہ علمیہ سلطان المدارس الاسلامیہ عقب جوہر کالونی سرگودھا

فون 048-3221472

قیمت صرف -/30 روپے

بسمہ سبحانہ

میرے چند رسالے مدت سے ختم تھے۔ حالانکہ ان کی قوم وملت کو ضرورت تھی۔ اور انکی طرف سے تقاضا بھی تھا جیسے ''حرمت ریش تراشی قرآن وحدیث کی روشنی میں'' ''اقسام توحید'' ''نماز جمعہ اور اسلام'' ''وراثت بیوگان اور اسلام'' وغیرہ مگر بوجوہ ہم پیش نہ کر سکے مگر اب جبکہ جامعہ علمیہ سلطان المدارس الاسلامیہ سرگودھا میں چند فعال طلباء کے تعاون سے ادارہ دارالمصنفین کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ تو طلبائے کرام نے ان رسائل کی اشاعت کا پروگرام مرتب کیا مگر مالی کمزوری حائل تھی خدائے تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ''جناب ملک احسان اللہ صاحب اور ملک محسن علی صاحب آف سرگودھا'' کو کہ جب ہمارے طلبائے کرام نے اپنے اس پروگرام کا ان سے تذکرہ کیا تو انہوں نے اس سلسلہ کے جملہ اخراجات اپنے ذمہ لے لئے! شاباش!

؎ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

دعا ہے خداوند عالم طلبائے کرام کو اس نیک عزم وارادہ کی اور ملک صاحبان کو اس کار خیر کی انجام دہی میں بھرپور مالی تعاون کرنے کی بہترین جزائے خیر عطا فرمائے او انکی سعئ جمیل کو شرف قبولیت سے نوازے۔

بجاہ النبیؐ وآلہ الطاہرینؑ

وانا احقر محمد حسین النجفی بقلمہ سرگودھا

27 دسمبر 2005ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لا ھلہ و الصلوۃ علی اھلھا

سوال:۔ مسئلہ ریش تراشی زیر بحث ہے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ ڈاڑھی رکھنا سنت اور منڈوانا حرام ہے یہ عجیب ٹیڑھی کھیر ہے ترک سنت حرام کس طرح ہو سکتا ہے بہر حال قرآن مجید کی کوئی آیت مطلوب ہے، جو حرمت ریش تراشی پر دلالت کرتی ہو۔ تا کہ نزاع ختم ہو سکے۔

باسمہ سبحانہ

الجواب و باللہ التوفیق

(تمہید سدید)

ہمارے تعجب کی حد نہیں رہتی جب ہم دیکھتے ہیں کہ قریباً چودہ سو سال سے قرآن و عترت کی اتباع کے دعویدار اور (حسبنا کتاب اللہ) کہنے والوں کو غلط بتانے والے فرقہ حقہ سے وابستہ بعض غیر ذمہ دار اشخاص کی طرف سے یہ آواز گوش گذار ہوتی ہے کہ فلاں مسئلہ قرآن مجید کی کس سورۃ، کس آیت اور کس رکوع میں مرقوم ہے؟ یہ حضرات ہر مسئلہ پر یہی تقاضا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ گویا وہ اگر زبان مقال سے نہیں تو زبان حال سے ضرور یہ کہہ رہے ہیں۔

(حسبنا کتاب اللہ)

"کہ ہمیں تو بس قرآن کافی ہے" حقیقی مفسرین قرآن یعنی نبی مختارؐ اور ان کی آل اطہارؑ کے

فرامین واجب الیقین کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور یہی وہ منحوس آواز ہے جو آج سے تقریباً چودہ سو برس پہلے حضورؐ نبوی میں بلند ہوئی تھی۔ جس کا رونا دینی درد رکھنے والے اب تک رو رہے ہیں اور جب تک آواز کے برے نتائج باقی ہیں یہ رونا برابر جاری رہے گا۔

سچ یہ ہے کہ

تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا

کہ غلامی میں بدل جاتے ہیں قوموں کے ضمیر

حالانکہ ان بے خبروں کو خبر نہیں کہ خود اس مقولہ کے قائل اپنے اس قول پر قائم نہ رہ سکے۔ اور بہت جلد ان پر اس کی غلطی ظاہر ہوگئی تھی چنانچہ کتب سیر و تواریخ میں کم از کم بہتر (72) ایسے مقامات ملتے ہیں کہ جب وہ مسائل مشکلہ اور قضایائے معضلہ سے دو چار ہوئے اور قرآن سے راہ صواب معلوم نہ کرسکے اور حلال مشکلات نے مشکل کشائی فرمائی، تو بے ساختہ کہہ اٹھے۔

1. لو لا علیؑ لهلك عمر (1) اور بعض اوقات ان کی تمنائے قلب دعا بن کریوں کے ان کے لبوں پر آئی کہ

2۔ لا ابقانی الله لمعضله و لا ابا حسنؑ لها (2)

خدا مجھے ایسے کسی مشکل مسئلہ کے لئے باقی نہ رکھے جس کے حل کرنے کیلئے جناب ابوالحسن علی علیہ السلام موجود نہ ہوں (ینابیع المودۃ وغیرہ) بلکہ اگر نظر غائر سے حقائق کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ (حسبنا کتاب الله) کہنے والوں کا بھی اس نظریہ پر اعتقاد نہ تھا۔

---

(1) (شرح مواقف و تفسیر کشاف وغیرہ) (2)۔ ینابیع المودۃ وغیرہ

بلکہ یہ نظریہ صرف دفع الوقتی کی پیدوار ہے۔ ان لوگوں نے جب دیکھا کہ حدیث ان کے منشاء کے خلاف جائے گی۔ تو پیغمبرؐ کے ارشاد (ایتونی بدوات و قرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلو ا بعدی) (1)

کے جواب میں حسبنا کتاب الله کہہ کر مطلب براری کرلی اور وفات پیغمبرؐ کے بعد جب بنت رسولؐ نے دعوائے فدک کیا اور قرآن کی آیات پیش کر کے اپنے موقف کو ثابت کیا اور ان حضرات نے دیکھا کہ قرآن ان کی منشاء کے خلاف جارہا ہے۔

تو فوراحدیث کا سہارا لے لیا اور وہ بھی من گھڑت کہ

(نحن معاشر الابنیاء لانرث ولا نورث الخ)

بہرحال یہ کس قدر شرم کا مقام ہے کہ آج تک اس مقولہ کے قائل کو کوسنے والے اور اس پر زبانِ اعتراض دراز کرنے والے حضرات عملی طور پر آج اسی مقولہ کے قائل بلکہ عامل نظر آتے ہیں

ببیںتفادت راہ کجاست تابکجا

ہدایہ فیہا کفایہ

بہرحال اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جاسکتا (کیونکہ اسکا انکار کرنا خود قرآن بلکہ جملہ اسلام کا انکار کرنے کے مترادف ہے) کہ قرآن مجید تمام عالمین کے لئے دستور العمل کی حیثیت رکھتا ہے۔

ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور تمام احکام کلیہ از قسم عبادات، معاملات، اور سیاسیات وغیرہ

1۔ بخاری ومسلم وغیرہ

اس میں موجود ہیں بلکہ اس میں کائنات کی ہر خشک وتر کا علم موجود ہے۔ خود اس کا دعویٰ ہے کہ

☆ (لارطب ولا یابس الا فی کتاب مبین)(1) ☆ (تبیانا لکل شیء) (2)

☆ (ومامن غائبة فی السماء والارض الا فی کتاب مبین) (3)(مافرطنا فی الکتاب من شیی)

لیکن قابل غور یہ امر ہے کہ کیا ہر کہ ومہ اور ہر کس وناکس اس معجزہ خالدہ سے اپنی ضروریات کا استنباط کرسکتا ہے؟ اور اپنی دینی و دنیوی مشکلات کا حل قرآن مجید سے تلاش کرسکتا ہے؟ مجھے یقین ہے کہ ہر ناظر بصیر اس کا جواب نفی میں دے گا۔ ابن عباس کا مشہور قول ہے کہ (کل شیء فی القرآن ولکن لا تبلغه عقول الرجال) ہر شے قرآن میں مذکور ہے لیکن اس تک لوگوں کی عقلوں کی رسائی نہیں ہوسکتی۔ اگر ایسا ہوتا کہ ہر شخص مطالب و مقاصد قرآنیہ کو خود سمجھ سکتا تو خلاق عالم کو اس کے ساتھ رسولؐ بھیجنے اور یہ فرمانے کی ضرورت نہ رہتی (وانزلنا الیك الذکر لتبین للناس ما نزل الیهم) کہ "اے رسولؐ ہم نے یہ قرآن تمہاری طرف اس لئے نازل کیا کہ تم لوگوں کیلئے بیان کرو" کہ خدا کی منشاء کیا ہے حالانکہ آنحضرتؐ کا سب سے بڑا فرض منصبی یہی قرآن کے حقائق ومعارف کی تعلیم تھی۔

(و یعلمهم الکتاب والحکمة) (5) نیز اگر زمانہ نبویؐ میں ہر شخص میں یہ قابلیت پیدا ہوگئی

1۔الانعام(59) 2۔النحل(89) ۔النمل(75) 4۔مقدمہ تفسیر صافی 5۔جمعہ(2)

تھی کہ خود معنی قرآن سمجھ سکے تو پھر پیغمبر اسلام کو کیا ضرورت تھی کہ قرآن واہل بیت کو تو عام کر کے بار بار یہ فرمائیں (انی تارك فیکم الثقلین کتاب الله و عترتی اهل بیتی ما ان تمسکتم بهمالن تضلوا بعدی) (1)

میں تم میں دو گرانقدر و نفیس چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ قرآن اور عترت اہل بیت۔ جبتک تم ان ہر دو کے دامن سے متمسک رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔

پس ان اجمالی حقائق کی روشنی میں ماننا پڑے گا کہ قرآن مجید کے صحیح مطالب و معانی یا وہ ذات قدسی سمجھ سکتی ہے جس پر قرآن مجید نازل ہوا ہے اور وہ جناب رسالتمابؐ ہیں (نزل به الروح الامین علی قلبك لتکون من المنذرین) (2) یا وہ ذوات قدسیہ اس کے حقیقی مطالب و مقاصد سے واقف ہیں جن کو خداوند عالم نے اپنی کتاب مقدس کی وراثت علمی عطا فرمائی ہے۔

(ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا) (3)

اور وہ آئمہ اطہار از نسل سلالۃ الانبیاء الابرار ہیں۔ (4)

وہ علم و فضل کے جس درجہ پر بھی ہوں خداوند عالم کی طرف سے انکی ڈگری یہی ہے کہ (وما اوتیتم من العلم الا قلیلا) (5) لہذا وہ اس کے حقیقی رموز و نکات اور حقائق و دقائق سے آگاہی حاصل نہیں کر سکتے (الا من شرب کأسا من المنهل الروی و هم اهل بیت النبی علی قدر ظرفه و شرفه) (الحدیث)

1۔ متواتر و متفق علیہ 2۔ الشعراء 193 3۔ فاطر (32) 4۔ ینابیع المودۃ و فرائد السمطین وغیرہ 5۔ الاسراء (85)

ازالہ وہم

اس مقام پر آیت مبارکہ(و لقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مذکرهم) (1)
"ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے آیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا"
تمسک کرنا بے جا ہے کیونکہ قرآن یقیناً آسان ہے مگر جبکہ بیان کرنے والی زبان وحی
ترجمان پیغمبرؐ اسلام کی ہو جیسا کہ رب العزت کا فرمان ہے
(فانما یسرناه بلسانك لعلهم یتذکرون) (2)

التخجیل لارباب القال والقیل

یہ حضرات جو ہر بات پر قرآن شریف سے حوالہ طلب کرتے ہیں خود ان کی علمی حالت یہ ہے کہ معمولی جزئیات تو بجائے خود وہ بڑے بڑے مسائل بھی قرآن سے ثابت نہیں کر سکتے اگر شک ہے تو ذرا قرآن کی روشنی میں بتائیں کہ نماز صبح کی کتنی رکعتیں ہوتی ہیں اور دیگر نمازوں کی کس قدر اور زکوۃ کس کس چیز سے دینی چاہیئے اور کس قدر؟ وغیرہ وغیرہ ان امور کو بھی چھوڑیے وہ تسلیم کرتے ہیں کہ بلی اور چوہا اور کوا حرام ہیں وہ تکلیف فرما کر کسی آیت کی نشان دہی کر سکتے ہیں جس میں ان اشیاء کا حرمت میں تذکرہ ہو؟ اچھا بلی اور چوہے اور کوے کو بھی جانے دیجئے کتے کو لے لیجئے۔ اس کی حرمت ونجاست تو لاکلام ہے۔ لیکن کیا یہ لوگ کوئی آیت صریحہ اسکی حرمت پر پیش کر سکتے ہیں؟

یہاں یہ جواب دیا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں تو احکام کلیہ کا ذکر ہے۔ جزئیات احادیث

1۔ القمر 40　　2۔ الدخان 58

معصومین علیہم السلام سے معلوم ہوتی ہیں۔ بالکل درست ہے ہمیں اس جواب سے سو فیصد اتفاق ہے اور ہم ان حضرات سے یہی کہلوانا اور منوانا چاہتے ہیں۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ کتاب خدا احکام کلیہ پر مشتمل ہے ان کے جزئیات احادیث معصومین میں موجود ہیں۔ لہذا جہاں قرآن صرف اس قدر کہہ کر خاموش ہو جاتا ہے کہ

(یحل لهم الطیبات و یحرم علیهم الخبائث) (1)

''خدا نے طیبات کو ان کے لئے حلال اور خبائث کو حرام قرار دیا ہے'' بظاہر تو یہ دو جملے ہیں لیکن درحقیقت کوزے میں دریا بند کر دیا گیا ہے اور یہی فصاحت و بلاغت قرآن مجید کا خاص معجزہ ہے اب طیبات و خبائث کی طولانی فہرستیں احادیث شریفہ میں دیکھیں اور قرآن مجید کے معجزہ ہونے کی تصدیق کریں۔ اسی طرح ایک جگہ خلاق عالم ارشاد فرماتا ہے (قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها و ما بطن) (2) اے رسول کہہ دو کہ میرے رب نے ظاہری و باطنی سب فواحشات کو حرام کر دیا ہے'' اس ایک جملے میں ہزاروں گناہان صغیرہ و کبیرہ کو سمو دیا ہے۔ (تفصیل احادیث شریفہ میں دیکھیں)

پس حرمت ریش تراشی کو بھی انہیں میں سے ایک سمجھو۔ جب بکثرت احادیث معصومینؑ اس کی حرمت پر موجود ہیں۔ سیرت متشرعین موجود ہے ڈاکٹروں کے اقوال موجود ہیں۔ اجماع اہل اسلام بلکہ جمیع اہل ایمان موجود ہے تو کیا ان امور سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ ریش تراشی بھی انہی فواحش میں سے ہے جو حرام ہیں۔

آپ سے جن اہل علم نے بیان کیا ہے کہ ڈاڑھی رکھنا سنت اور منڈوانا حرام ہے اگر وہ اہل علم

1۔ الاعراف 157 2۔ الاعراف 33

ہیں تو پھر غالباً آپ کو سوئے تفہم ہوا ہے ورنہ کوئی اہل علم ایسی بودہ بات نہیں کہہ سکتا ہاں یہ اور بات ہے کہ جس کو آپ اپنے خیال میں اہل علم سمجھتے ہیں وہ اہل علم کی صف سے ہی خارج ہو۔ بہر حال اس قدر ڈاڑھی رکھنا کہ منڈی ہوئی معلوم نہ ہو واجب ہے اور اسی کا ترک حرام ہے (ہاں قبضہ بھر سنت ہے۔اس سے زائد مکروہ یا بقولے حرام ہے) و ليس ههنا محل تفصيل الكلام

ایضاً ان معترضین کے اعتراض کی نوعیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ احکام شرعیہ کے اثبات کا ماخذ و مدرک صرف قرآن مجید ہی کو سمجھتے ہیں حالانکہ احکام شرعیہ کے طرق عند المحدثین دو ہیں یعنی کتاب وسنت اور عند الاصولیین چار ہیں یعنی کتاب، سنت، عقل، اجماع (و ليس هذا موضع تحقيق ما هو الحق عندنا)

دو یا چار طرق احکام خمسہ (وجوب، حرمت، استحباب وکراہت) کے اثبات پر قائم ہو جائیں تو "نور علی نور"۔ ورنہ ان طرق میں فقط کسی ایک طریقہ سے بھی شرعی حکم ثابت ہو سکتا ہے۔ لیکن ہمارے زیر بحث مسئلہ پر تو بحمدہ تعالیٰ ادلہ اربعہ قائم ہیں جن کا ایک شمہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں (وبيده ازمة التحقيق)

﴿حرمت ریش تراشی قرآن کریم کی روشنی میں﴾

جن حضرات نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے ان میں سے اکثر و بیشتر نے اس مسئلہ میں بہت سی آیات کریمہ سے تمسک واستشہاد کیا ہے۔ لیکن چونکہ ان آیات میں اکثر و بیشتر کی دلالت اس احقر کے نزدیک مخدوش ہے، لہذا ان سب سے پہلو تہی کرتے ہوئے فقط ایک آیت مبارکہ پیش کی جاتی ہے جو فی الجملہ قابل احتجاج و استناد ہے اور وہ یہ کہ

(ثم او حینا الیک ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفاً)(1)

"ترجمہ": (اے نبی) پھر ہم نے تمہاری طرف وحی کی کہ ملت ابراھیمی کی اتباع کرو (اور ابراھیم) باطل سے کترانے والے تھے"

اس آیت مبارکہ میں بصیغہ امر (اتبع) سنت ابرہیمی کے اتباع کو لازم وواجب قرار دیا گیا ہے اور دوسرے مقام پر اس ملت سے اعراض وروگردانی کرنے والوں کو صفیہ وبے وقوف قرار دیا گیا ہے۔

(و من یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ) (2)

پس یہ آیت مبارکہ اس امر پر روشن دلیل ہے کہ جب تک ملت ابراھیمیہ کے کسی حکم پر بالخصوص قلم نسخ نہ پھیری جائے۔ یا اس کے حکم کے استحباب پر دلیل قطعی قائم نہ ہوجائے۔ اس وقت تک وہ واجب الاتباع ہے اب احادیث اہل بیت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ من جملہ ان اشیاء کے جن میں امت مرحومہ کو ملت ابراھیمیہ کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک ڈاڑھی کا رکھنا بھی ہے۔ جب کہ وہ کل دس چیزیں ہیں جن میں سے بعض کا تعلق جسم کے اوپر والے حصہ سے ہے جیسے لحیہ (ڈاڑھی) وغیرہ اور بعض کا تعلق جسم کے نچلے حصہ سے ہے (جنکا نام حنیفیہ ہے) (3) پس چونکہ اس کے نسخ یا استحباب پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ لہذا بقرینہ امر (اتبـــع) ڈاڑھی رکھنا واجب اور منڈوانا حرام ہوگا۔ وھو المقصود

اگر درخانہ کس است یک حرف بس است

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابرھیم و الذین آمنوا معہ (الآیت)

1۔النحل (123) 2۔البقرۃ (130) 3۔ نور الثقلین و خصال شیخ صدوق

حرمت ریش تراشی احادیث معصومینؑ کی روشنی میں

اس زیر بحث مسئلہ بلکہ عموماً تمام مسائل واحکام کے اثبات میں ہمارے پاس ایک طریقہ سرکار محمدؐ وآل محمد علیہم السلام کی مستند احادیث ہیں کیونکہ اوپر ثابت کیا جاچکا ہے کہ قرآن مجید کا سمجھنا ہمارے عقول وافہام سے بالاتر ہے اس لئے کہ یہ پیغمبرؐ اسلام اور ان کے حقیقی خلفاء علیہم السلام کا کام ہے کہ وہ قرآن مجید کے مطالب ومعانی کو بیان کریں اور عامۃ الناس کو تعلیمات قرآنیہ سے روشناس کرائیں لہذا ان کے ارشادات قرآن مجید ہی کی تفسیر وتشریح کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(ان علینا قرانہ ثم ان علینا بیانہ)

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

﴿ایضاح المرام لا ولی الافہام﴾

قبل اس کے کہ اصل موضوع پر احادیث پیش کی جائیں۔ یہ امر واضح کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی امر کا وجوب ثابت کرنے کے لئے عموماً چار طریقے ہوتے ہیں۔

1۔ بصیغہ امر اس کا وارد ہونا اور قرینہ استحباب کا مفقود ہونا۔

2۔ اس کے ترک پر مذمت وارد ہونا خصوصاً جب کہ مذمت لعنت کی صورت میں ہو۔

3۔اس کے تارک کو کفار و مشرکین کے ساتھ تشبیہ دیا جانا۔

4۔اس کے تارک پر عذاب الٰہی کا نازل ہونا۔

ان چہارگانہ طرق میں سے اگر کوئی طریقہ بھی کسی چیز کے وجوب و حرمت پر قائم ہو جائے تو اسکے وجوب یا حرمت کے ثبوت کیلئے کافی ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ جب یہ طرق اربعہ جمع ہو جائیں ہمارے زیر بحث مسئلہ میں وجوب ریش گزاری پر یہ چاروں طریقے استعمال کئے گئے ہیں

وھی ھذہ

وجوب ریش گزاری یا حرمت ریش تراشی

بطریق اربعہ

طریق اول امر بریش گذاری

فریقین کی کتب معتبرہ میں یہ حدیث مذکور ہے اور حد استفاضہ تک پہنچی ہوئی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ

(حفوا الشوارب و اعفوا اللحی) (1) "یعنی مونچھیں کٹواؤ اور ڈاڑھی بڑھاؤ"

﴿تقریب الاستدلال﴾

اپنے مقام پر یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچ چکا ہے۔ کہ صیغہ امر وجوب میں حقیقت ہے یعنی جب کوئی آقا و سردار اپنے ماتحت کو بصیغہ امر کسی کام کا حکم دے اور استحباب کا کوئی

1۔ من لا یحضرہ الفقیہ و وسائل الشیعہ وغیرہ

قرینہ موجود نہ ہوتو اس کام کا بجالانا واجب ہوتا ہے۔ بناء بریں چونکہ یہاں ڈاڑھی کے متعلق صیغہ امر (واعفوا) موجود ہے اور قرینہ استحباب مفقود ہے لہذا ڈاڑھی کا رکھنا واجب ہے۔

ایک ایراد کا جواب

اگر اس مقام پر اعتراض کیا جائے کہ جس طرح یہاں ڈاڑھی رکھنے کا امر ہے اسی طرح مونچھیں کٹوانے کا بھی امر (حفوا) موجود ہے (لہذا اگر ڈاڑھی رکھوانا واجب ہے تو مونچھیں کٹوانا بھی واجب ہوگا۔ حالانکہ بالاتفاق مونچھیں کٹوانا سنت ہے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہم نے یہ کہا ہے کہ صیغہ امر اس وقت وجوب پر دلالت کرتا ہے جبکہ استحباب کا کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ لہذا اگر مونچھیں کٹوانے کے استحباب پر کوئی قرینہ نہ ہوتا تو یقیناً اس حدیث کی روشنی میں کٹوانے کا وجوب ہی ثابت ہوتا۔ لیکن چونکہ بموجب (الاحادیث یفسر بعضہا بعضا) دیگر احادیث میں اس عمل کے سنت ہونے کی تصریح موجود ہے۔ اس لئے اس حدیث کے اس ظہور سے دستبردار ہونا پڑے گا۔ چنانچہ حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا

(اخذ الشارب من السنة) (1) ''یعنی مونچھیں کٹوانا سنت ہے''

ازالہ شبہ

ایک ہی آیت یا حدیث میں بعض اوامر کا وجوب اور بعض کا استحباب میں استعمال ہونا کوئی

1۔ کتاب محاسن برقی

اچنبھے کی بات نہیں کہ جس کی کوئی نظیر موجود نہ ہو، بلکہ اس کے بکثرت نظائر واشباہ موجود ہیں۔ بطور نمونہ صرف ایک آیت پیش کی جاتی ہے ارشاد رب العباد ہے

(واقیمو االصلوۃ اتوا الزکوۃ و ارکعوا مع الراکعین) (1)

ترجمہ: "نماز قائم کرو زکوۃ اداء کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"

(یعنی نماز باجماعت پڑھو) اقامۃ صلوۃ اور اداء زکوۃ والا امر وجوبی ہے مگر نماز باجماعت کے متعلق جو امر ہے وہ استحبابی ہے۔ کمالا یخفی

دوسری روایت جس میں ریش گذاری کے متعلق امر وارد ہے وہ روایت ہے جسے سرکار محدث نوری علیہ الرحمہ نے اپنی مایہ ناز تالیف مستدرک الوسائل میں فریقین کی کتب معتبرہ سے نقل کیا ہے اس کا مضمون یہ ہے کہ جب سرور کائنات محمد مصطفیؐ نے اعلان نبوت کے بعد مختلف بادشاہوں کو تبلیغ کے دعوت نامے ارسال فرمائے۔ تو من جملہ ان کے ایک دعوت نامہ کسری (بادشاہ ایران) کو بھی ارسال فرمایا۔ کسری نے اپنے گورنر یمن کو لکھا کہ وہ اپنے دو معتمد علیہ آدمی کچھ تحف و ہدایا کے ساتھ مدینہ میں آنحضرتؐ کے معاملہ کی جانچ پڑتال کرنے کیلئے بھیجے۔ چنانچہ گورنر یمن نے حسب الحکم دو قابل وثوق آدمی آپؐ کی خدمت میں کچھ تحف و ہدایا دیکر بھیجے۔ جب آنحضرتؐ کی خدمت فیض ودرجت میں پہنچے۔ تو ان کی ظاہری حالت یہ تھی۔

(قد حلقا لحیا ھما وا عفیا شوار بھما)

کہ ڈاڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں جب سرکار ختمی مرتبتؐ نے ان کی وضع دیکھی تو

("کرہ النظر الیھما و قال و یلکما من امر کما بھذا")

آپؐ نے ان کی طرف دیکھنا بھی گوارانہ کیا اور فرمایا تمہارے لئے افسوس ہے تمہیں یہ حالت بنانیکا کس نے حکم دیا ہے ؟

(قالا امرنا بھذا ربنا یعنیان) دونوں نے یک زبان ہوکر کہا ہمارے بادشاہ یعنی کسری نے ہمیں یہ حکم دیا ہے

(فقال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ولکن ربی امرنی با عفاء لحیتی و قص شاربی)

یہ سن کر آپؐ نے فرمایا۔لیکن میرے بادشاہ حقیقی نے تو مجھے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم دیا ہے۔

(تقریب الاستدلال)

یہ حدیث شریف ہمارے مدعا پر جس صراحت و وضاحت کے ساتھ دلالت کرتی ہے۔وہ ارباب بصیرت پر مخفی ومستور نہیں ہے۔اس اجمال کی بقدر ضرورت تفصیل یہ ہے کہ صیغہ امر میں قدرے اختلاف ہے کہ وہ وجوب کے لئے ہے یا استحباب وغیرہ کے لئے اگرچہ علمائے محققین کے نزدیک اس کا وجوب میں حقیقت ہونا مسلّم ہے لیکن لفظ امر کے وجوب میں حقیقت ہونے پر تو تقریباً سب علمائے اعلام کا اتفاق ہے اور اس حدیث میں مخبر صادق صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس امر کی خبر دی ہے کہ خداوند عالم نے انہیں ریش گذاری کا امر (حکم) دیا ہے۔

بنابریں اس کا وجوب بلا اشکال و بے غبار ہو جاتا ہے آنحضرتؐ کی اُس فرمائش سے ثابت ہوتا ہے کہ ریش گذاری کا پروردگار عالم نے حکم ضرور دیا ہے لہذا اس سے ان حضرات کے زعم باطل کی بھی رد ہو جاتی ہے جو بوجہ جہالت ورود حکم کے منکر ہیں۔

﴾عار و شنار﴿

اس روایت شریفہ میں ریش تراش حضرات کیلئے لمحہ فکر یہ موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کسریٰ کے فرستادہ آدمی آپؐ کی خدمت میں پہنچے تو باوجودیکہ وہ مہمان کی حیثیت رکھتے تھے اور مہمان کا اکرام واحترام لازم و محتتم ہے لیکن خلق عظیم کے مالک پیغمبرؐ اسلام نے دیگر لوازم احترام تو بجائے خود ان کی طرف نظر کرنا بھی روا نہ رکھی۔ جب اخلاق خداوندی کے نمونہ کا یہ عالم ہے تو بعد ازیں وہ حضرات جو تازہ ڈاڑھی منڈوا کر (اقامہ نماز، حج وغیرہ کے لئے) بارگاہ معبود میں حاضر ہوتے ہیں یا وہ حضرات جو اپنے آئمہ ہدیٰ کی زیارت کے قصد سے مشاهد مقدسہ میں حاضر ہوتے ہیں کیا وہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ خداوند عالم ان کے حال خسران مال پر نظر رحمت فرمائے گا؟ یا آئمہ طاہرینؑ ان کی غیر شرعی وضع کے باوجود ان پر نظر لطف و کرم فرمائیں گے۔؟ حاشا و کلا حالانکہ یہی دنیا کے لوگ معمولی حکام و سلاطین کے سامنے ان کی منشاء کے خلاف وضع بنا کر جانے کی جرات نہیں کرتے۔ مگر احکم الحاکمین، سلطان السلاطین اور حضرت آئمہ طاہرینؑ کی بارگاہ عالی دستگاہ میں خلاف شرع وضع بنا کر حاضر ہونے میں ذرہ برابر شرم وحیا محسوس نہیں کرتے بہرحال ان حضرات کو اپنی حالت کا جائزہ لے کر فوراً اس کی اصلاح کرنا چاہئیے۔ ورنہ یاد رکھیں کہ اس حالت میں وہ خدا کے قہر وغضب کو دعوت دے رہے ہیں۔

وہ کس منہ سے حرم اقدس میں کھڑے ہو کر یہ کہتے ہیں

(یا مولای جئتك زائرا مطیعا لامرك و تارکاً للخلاف لك)

ترجمہ: "اے میرے آقا میں آپ کا زائر آپ کے حکم کا تابع اور مخالفت کا تارک ہوں" کیا اس حالت میں بارگاہ معصوم میں یہ کذب صریح کا ارتکاب نہیں؟ "العیاذ باللہ"

☆ طریق دوم

سابقاً بیان ہو چکا ہے کہ اگر کسی فعل کے تارک کو کفار و مشرکین کے ساتھ تشبیہ دی جائے تو یہ اس عمل کے وجوب کی دلیل ہوتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں نماز کے متعلق وارد ہے کہ

(اقیموا الصلوۃ و لا تکونوا من المشرکین) (1)

ترجمہ: ''نماز قائم کرو اور (ترک کر کے) مشرک نہ بنو''

پیغمبرؐ اسلام کا ارشاد ہے کہ ''من تشبہ بقوم فھو منھم''

ترجمہ: ''جو کسی قوم کیساتھ مشابہت اختیار کرتا ہے وہ اسی قوم سے شمار ہوتا ہے''

ہمارے مسئلہ زیر بحث کے متعلق مخبرین صادقین علیہم السلام کے کئی فرامین موجود ہیں جن میں ڈاڑھی نہ رکھنے والوں کو کفار کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ بطور نمونہ ایک دو روایات پیش کی جاتی ہے۔

1۔ آپؐ سے مروی ہے کہ فرمایا

(ان المجوس جزو الحاھم وو فرو اشوار بھم و انا نحن نجز الشوارب و نعفی اللحی و ھی الفطرۃ) (2)

ترجمہ: ''مجوسی لوگ اپنی ڈاڑھیاں منڈواتے اور مونچھیں بڑھاتے ہیں اور ہم مونچھوں کو کٹواتے اور ڈاڑھیوں کو بڑھاتے ہیں اور یہی فطرت ہے''

2۔ جناب صادق آل محمدؐ سے روایت ہے کہ آپؑ نے اپنے جد امجد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

1۔ الروم 31

2۔ مستدرک الوسائل ج 59 باب عدم جواز حلق الحیہ

(حفوا الشوارب و اعفوا اللحی ولا تشبهوا بالمجوس) (1)

ترجمہ: ''مونچھیں کٹواؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور (اس کے برخلاف کر کے) اپنے آپ کو مجوسیوں کے ساتھ مشابہ نہ کرو''

پس ان حقائق کی روشنی میں واضح ہوا۔ کہ ریش تراشی حرام اور ریش گذاری واجب ہے۔

(ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار) (2)

ترجمہ: ''ظالموں کی طرف میلان نہ کرو ورنہ تمہیں آتش جہنم مس کرے گی''

☆ طریق سوم

سابقاً بیان ہو چکا ہے کہ کسی فعل کے ترک پر وعید تہدید کا وارد ہونا اس فعل کے واجب ہونے کی دلیل ہوتی ہے اس لحاظ سے بھی حرمت ریش تراشی اور وجوب ریش گذاری ثابت ہے۔

1۔ بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا

(حلق اللحیة من المثلة و من مثل فعلیه لعنة الله) (3)

ترجمہ: ''ڈاڑھی (نہ رکھوانا بلکہ منڈوانا مثلہ ہے اور جو مثلہ کرے اس پر خدا کی لعنت) ظاہر ہے کہ مثلہ میت کے ناک وکان وغیرہ اعضاء کے قطع کرنے کو کہتے ہیں اور یہ امر شریعت اسلامیہ میں حرام ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام کا نہج البلاغۃ میں یہ ارشاد ہے کہ

(نهی النبی صلی الله علیه واله وسلم عن الثمله ۔ و لو بالکلب العقور)

''آپ نے مثلہ سے منع فرمایا ہے اگرچہ کاٹنے والے کتے کا ہی کیوں نہ ہو''

---

1 ۔ وسائل الشیعہ (بحوالہ معانی الاخبار) 2۔ سورۃ ھود 3۔ مستدرک الوسائل ج 1 صفحہ 59 بحوالہ جعفریات

پس جناب صادق آلؑ محمد کا ریش تراشی کو مثلہ قرار دینا اور اس کے مرتکب کا لعنت خداوندی میں گرفتار ہونا ڈاڑھی رکھنے کے وجوب اور اس کے منڈوانے کی حرمت کی قطعی دلیل ہے

2۔ آپؑ سے نقل کیا گیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ

(لیس منا سلق الا خرق ولا حلق) (2)

حاشیہ غوالی پر لکھا ہے کہ حلق سے مراد یہاں ڈاڑھی کا منڈوانا ہے اور اس فعل کے فاعل کو آنحضرتؐ اپنی امت سے بھی خارج کر رہے ہیں۔ فرمایئے جس فعل کے ارتکاب سے انسان مذہب حق سے خارج ہو جائے بھلا اس فعل کے حرام ہونے میں کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے۔

☆ طریق چہارم

اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ کسی فعل کی وجہ سے کسی شخص یا قوم پر عذاب الہی کا نازل ہونا اس فعل کے حرام ہونے کی بین دلیل ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے بھی ریش تراشی کی حرمت اور ریش گذاری کا وجوب ثابت ہے۔ کیونکہ ریش تراشی کی وجہ سے کئی قومیں مسخ ہو چکی ہیں۔ چنانچہ اصول کافی ج 1 صفحہ 193 طبع ایران میں حضرت ثقۃ الاسلام کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حبابیہ والبیہ سے نقل فرماتے ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن میں نے آنجناب امیر المومنین علیہ السلام کو شرطۃ الخمیس (انکی مخصوص پولیس) کے ہمراہ دیکھا جبکہ جنابؑ کے دست حق پرست میں ایک دوسرا درہ تھا۔ جس سے وہ جری اور مار ماہی اور زمار (یہ سب بے چھلکا مچھلی کی مختلف قسمیں ہیں جو حرام ہیں) مچھلیوں کے بیچنے والوں کو مارتے ہوئے فرمار ہے تھے

(یا بیاعی مسوخ بنی اسرائیل و جند بنی مروان)

ترجمہ: "اے بنی اسرائیل اور لشکر بنی مروان کے مسخ شدہ کے بیچنے والو! یہ سن کر جناب فرات ابن احنف نے عرض کیا۔ یاامیر المومنین لشکر بنی مروان کون تھے؟ فرمایا

(اقوام حلقوا اللحی و فتلوا الشوارب فمسخوا.)

"یہ چند گروہ تھے جو ڈاڑھیاں منڈواتے تھے اور مونچھوں کو تاؤ دیتے تھے۔ اس لئے وہ ان (مچھلیوں کی صورت) میں مسخ ہو گئے" اور یہی امر ان مچھلیوں کی حرمت کا موجب ہے (کذافی الوسائل جلد 1) جناب محدث نوری اعلی اللہ مقامہ نے مستدرک الوسائل میں جامع صغیر کے حوالہ سے پیغمبرؐ اسلام کا ایک ارشاد نقل کیا ہے۔

"کہ قوم لوط جن دس بری عادتوں کی وجہ سے ہلاک و برباد ہوئی۔ ان میں ایک وجہ یہ بھی تھی۔ کہ وہ ڈاڑھیاں منڈواتے تھے اور مونچھیں بڑھاتے تھے"۔

تقریب الاستدلال

انصاف شرط ہے ذرا ارباب نظر غور فرمائیں کہ جس فعل شنیع کی وجہ سے کئی قومیں مسخ ہو گئی ہیں۔ بھلا اس فعل بد کی حرمت مغلظہ میں بھی کسی قسم کا کوئی شک وشبہ باقی رہ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فخر الفقہاء رئیس العلماء والمحدثین عالم ربانی حضرت شیخ یوسف بحرانی اپنی مایہ صد ناز تصنیف حدائق ناضرہ ج 1 صفحہ 547 میں حرمت ریش تراشی کے سلسلہ میں اسی حدیث شریف پر اکتفا کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

(فانه لا يقع الا على ارتكاب امر محرم بالغ فى التحريم)

"یعنی مسخ واقع نہیں ہوتا۔ مگر ایسے امر حرام کے ارتکاب پر جو حد درجہ حرام ہو"

☆ازالہ شبہ

یہاں اگر یہ شبہ عائد کیا جائے کہ یہ پہلی شریعتوں کا واقعہ ہے لہذا ہو سکتا ہے کہ شریعت موسوی میں یہ فعل حرام ہو۔لیکن ہماری شریعت تو چونکہ تمام شرائع سابقہ کی ناسخ ہے۔اس لئے اس نے یہ حکم منسوخ کر دیا ہو۔اسی واھی تباہی شبہ کا جواب یہ ہے کہ اپنے مقام پر یہ امر محقق و مبرہن ہو چکا ہے۔ کہ جب تک سابقہ شریعت کے احکام پر بالخصوص قلم نسخ نہ پھیرا جائے۔اس وقت تک سابقہ شریعت کے احکام کو برقرار سمجھا جاتا ہے اور اس شریعت کی ناسخ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس نے سابقہ تمام احکام کو ختم کر کے سب نئے اور جدید احکام نافذ کئے ہیں۔ایسی بے تکی بات تو بس وہی کہہ سکتا ہے جسے شریعت اسلامیہ کے قواعد و ضوابط کا ذرہ بھر علم نہ ہو۔

ورنہ ارباب بصیرت جانتے ہیں کہ اس شریعت مقدسہ میں سینکڑوں ایسے مسائل موجود ہیں جو سابقہ شرائع میں موجود تھے۔لہذا اگر کوئی صاحب اس امر کے مدعی ہیں کہ ریش تراشی کی حرمت کا حکم منسوخ ہو گیا ہے تو انہیں پیش کرنا چاہیئے اور وہ پیش نہ کر سکیں اور یقیناً نہیں کر سکتے تو پھر مجبوراً اس کو حکم کو برقرار ماننا پڑے گا۔علاوہ بریں ہم اور بذیل آیہ مبارکہ (ثم او حینا الیک ا ن اتبی ملة ابراھیم حنیفا)

یہ امر حدیث معصومین سے ثابت کر آئے ہیں کہ ریش گذاری کا حکم ان احکام مستقرہ میں سے ہے جو کبھی منسوخ ہوئے ہیں نہ قیامت تک منسوخ ہوں گے

(حلال محمد حلال الی یوم القیامت و حرامه حرام الی یوم القیامة)

حرمت ریش تراشی اجماع
امت کی روشنی میں

ناظرین پر مخفی ومحجب نہیں ہے کہ ہم سابقہ اوراق میں قرآن واحادیث صادقین علیہ السلام نے حرمت ریش تراشی ثابت کر چکے ہیں۔ اب قرآن وسنت سے ثابت ہو جانے کیبعد اگرچہ مزید کسی دلیل کے اقامہ کی ضرورت تو نہ تھی لیکن پھر بھی بعض مشککین حضرات (جو کہ قرآن واحادیث سے بڑھ کر لوگوں کے اقوال کو اھمیت دیتے ہیں یا ہر مسئلہ میں عقلی ثبوت طلب کرتے ہیں) کی تواضع طبع کیلئے اب ذیل میں ثابت کرتے ہیں۔ کہ حرمت ریش تراشی پر علمائے امت کا اجماع ہے (اگرچہ اجماع کی حجیت میں علمائے امامیہ کے درمیان اختلاف ہے اور حضرات محدثین اس کو حجت شرعیہ تسلیم نہیں کرتے (و لتحقیق ما هو الحق مقام آخر) اور اس پر عقلی ادلہ بھی قائم ہیں اب ہم ذیل میں اجماع و عقل کی روشنی میں اس موضوع پر کچھ تبصرہ کرتے ہیں۔

(ليهلك من هلق عن بينة وليحيى من حيي عن بينة و ان الله لسيمع عليم)

﴿اجماع علمائے شیعہ برایں مسئلہ﴾

چونکہ اجماع کی دو قسمیں ہیں۔ محصل و منقول۔

اول الذکر کے ذریعہ میں خود تتبع و تفحص کے ذریعہ اجماع کنندگان کے فتاوی کو حاصل کیا جاتا ہے اور ثانی الذکر میں کسی معتمد علیہ آدمی کے نقل فتاوی پر اعتماد و وثوق کر کے دعوی اجماع کیا جاتا ہے ہمارے لئے اگرچہ طریق اول بھی ممکن ہے۔ اس ضمن میں سینکڑوں علمائے اعلام کے اصل فتاوی پیش کئے جاتے ہیں۔ جن میں سے چیدہ چیدہ ہم پیش کرتے ہیں۔

1۔جناب علامہ میر باقر داماد علیہ رحمتہ نے اپنے رسالہ شارع النجات میں حرمت ریش تراشی پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔

2۔شیخ بہاؤ الملۃ والدین حضرت علامہ شیخ بہائی علیہ الرحمۃ نے اپنے رسالہ اعتقادیہ میں ریش تراشی کو دیگر گناھان کبیرہ مثل جادو شطرنج وغیرہ سے شمار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ کسی عالم نے اس کی حرمت میں خدشہ نہیں کیا۔

3۔شیخ فتح اللہ المعروف الشیخ الشرلعیۃ اصفہانی نے اپنے رسالہ عملیہ میں لکھا ہے کہ یہ مسئلہ فقہائے کرام کے نزدیک متسالم علیہا ہے۔

حضرت علامہ محمد تقی مجلسی نے روضۃ المتقین (شرح من لایحضرہ الفقیہ میں ان کے فرزندار جمند علامہ محمد باقر مجلسی نے حلیۃ المتقین، میں ابو القاسم حلی نے معارج الاصول میں، جناب محدث شیخ باقر علی ہدایۃ الھدایہ میں شیخ جعفر نجفی نے کشف الغطاء، میں حضرت شیخ مرتضیٰ شوستری احاج، ملا حسین، خلیل طہرانی، سرکار مرزا محمد حسن شیرازی اور اقامۃ سید محمد کاظم طباطبائی نے مجمع المسائل اور اس کے حواشی میں حرمت ریش تراشی کا فتویٰ دیا ہے۔موجودہ علمائے اعلام و مجتہدین عظام اسکی حرمت پر متفق ہیں۔ان کے اسمائے گرامی یہاں نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔البتہ موجودہ دور کے مرجع اکبر کا فتویٰ یہاں لکھا جاتا ہے۔ان سے دریافت کیا جاتا ہے کہ

(احلق الحیۃ حرام مطلقا ام مکروہ اوا بقاء ھاسنۃ موکدۃ کما ھو مشھور بین العامۃ من اھل السنۃ الجماعۃ)

یا ڈاڑھی رکھنا سنت موکدہ ہے جیسا کہ اہل سنت میں مشہور ہے اس کے جواب میں وہ رقمطراز ہیں

ترجمہ : کیا ڈاڑھی منڈوانا بالکل حرام ہے یا صرف مکروہ ہے

(حلق اللحية حرام و ا بقاء ما بمقد ار ما سمی لحیتةلازم) (1)

ترجمہ: ”ڈاڑھی کا منڈوانا حرام ہے اور اتنی مقدار کا رکھنا جسے ڈاڑھی نہ کہہ سکیں لازم ہے“

بہر حال ڈاڑھی رکھنے کے وجوب پر صرف علماء شیعہ ہی کا نہیں بلکہ تمام امت مسلمہ کے علماء کا اتفاق ہے جیسا کہ رسالہ کاملہ مولفہ مفتی جمیل احمد صاحب کے صفحہ 6 پر لکھا ہے کہ (اس لئے ڈاڑھی رکھنا اور ایک مٹھی رکھنا باجماع امت واجب ہے)

بلکہ نظر غائر سے حقائق کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وجوب ریش گذاری پر تمام ملل و شرائع کا اتفاق ہے اور کسی مذہب وملت میں ریش تراشی کی اجازت نہیں ہے جیسا کہ ہر مذہب و ملت کے علماء کرام کے عمل سے بھی یہ بات واضح واشکار ہوتی ہے۔

﴿حرمت ریش تراشی عقل سلیم کی روشنی میں﴾

یہ امر اپنے مقام پر مسلّم اور مبرہن ہو چکا ہے کہ چونکہ شریعت مقدسہ خود خالق عقل وفطرت کی مقرر کردہ ہے اس لئے فطرت کے عین مطابق ہے

(فطرت الله التی فطر الناس علیها) (2)

یہی وجہ ہے کہ اس کے تمام احکام وقوانین عقل سلیم کے بالکل موافق ہیں جوں جوں علوم وفنون میں ترقی ہورہی ہے شریعت اسلامیہ کے احکام کے وہ اسرار ورموز معلوم ہو رہے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر مفکرین عالم انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں ہاں یہ اور بات ہے کہ بعض احکام کے علل و مصالح ہماری عقل ناقص میں نہ آسکیں تو اس سے ان احکام کے مبنی بر مصالح وحکم ہونے پر کوئی زد نہیں پڑتی جبکہ ہم شریعت کے اکثر وبیشتر احکام کا مبنی بر حکمت ومصلحت ہونا معلوم کر چکے ہیں ابھی تک علوم وعقول محتاج تکمیل ہیں جوں جوں عقول و

1۔ مستدرک الوسائل ج 1 ص 59 بحوالہ کتاب جعفریات 2۔ مستدرک الوسائل ص 59 بحوالہ کتاب غوالی اللئالی

فنون روبہ تکمیل وترقی ہونگے تو ں تو ں معلوم شدہ احکام کے اسرار ورموز میں اضافہ ہوتا جائے گا اور مجہول المصلحت احکام کے علل واسرار معلوم ہوتے جائیں گے ۔ یہی وجہ ہے کہ آجکل سائنس کی ترقی سے بہت سے ایسے احکام کے اسرار و رموز معلوم ہو چکے ہیں جواس سے پیشتر مجہول تھے ۔ (للتفصیل مقام آخر) فرض کرو ہمیں ڈاڑھی رکھنے کی کسی بھی مصلحت کا علم نہ ہو تو کیا ایک مسلمان کیلئے یہی امر کافی نہیں کہ یہ حکیم علی الاطلاق کا حکم ہے اور اس کا کوئی حکم مصلحت سے خالی نہیں ہوتا غور کرو ابتدا میں لڑکا لڑکی بظاہر بالکل ہم شکل ہوتے ہیں لیکن بلوغ کے وقت لڑکے کے چہرہ پر ڈاڑھی نمودار ہو جاتی ہے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تبدیلی قدرت کیطرف سے کسی حکمت کے تحت ہے یا عبث ہے؟ آیا کوئی مسلمان قدرت کاملہ کے فعل کو عبث و بے فائدہ کہہ سکتا ہے؟ حاشا وکلا تو ماننا پڑے گا کہ اسمیں دیگر مصالح وحکم کے علاوہ جو مصلحت بادی النظر میں سمجھ آتی ہے وہ یہ ہے کہ مردانہ صورت زنانہ شکل سے ممتاز رہے ۔ یہاں یہ کہنا کہ یہ امتیاز صرف مونچھیں رکھوانے سے بھی حاصل ہو سکتا ہے اس سے اصل سوال اپنی جگہ باقی رہتا ہے کہ اگر صرف مونچھوں سے یہ مطلب حاصل ہو سکتا ہے تو پھر خدا نے مرد کی صرف مونچھیں ہی کیوں پیدا کرنے پر اکتفا نہیں کیا یہ ڈاڑھی کیوں اگائی ہے جو ماننا پڑے گا کہ یہ سب وساوس شیطانیہ ہیں ڈاڑھی منڈانا خدا کا مقابلہ کرنے کے مترادف ہے مگر اب صورت حال کچھ ایسی ہے کے بقول شاعر ہے

؎ عورت کے کٹے بال منڈی مرد کی مونچھیں

ان سے ذرا پوچھیے مادہ ہو کہ نر

حالانکہ شرعی نقطہ نظر سے مرد کی تشبیہ عورت کے ساتھ اور عورت کی تشبیہ مرد کے ساتھ حرام ہے

(لعن الله مشتبهين من الرجال بالنساء و من النساء بالرجال)

بہر حال حرمت ریش تراشی کے مضرات اور ریش گذاری کے فوائد ایسے نہیں ہیں کہ ہماری عقل یکسران کے معلوم کرنے سے قاصر ہو، بلکہ علوم جدیدہ سے اسکے رکھنے کے فوائد اور منڈوانے کے مضار کافی الجملہ علم ہو چکا ہے۔ بطور نمونہ چند ڈاکٹروں کی تحقیق انیق ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

1۔ تاریخ امریکہ میں سجعان رومانی کہتا ہے جس کا ماحصل ہے کہ عام لوگ ریش تراشی کو پسند کرتے ہیں۔ حالانکہ ڈاڑھی کا رکھنا منڈوانے سے بہتر ہے اس لئے کہ مشہور فنکور جرج کہتے ہیں کہ ڈاڑھی کے فوائد بہت ہیں۔ منجملہ انکے یہ ہے کہ یہ منہ کو محفوظ رکھتی ہے اور رطوبات کو روکتی ہے دانتوں اور غدو دلعابیہ کو اچھا رکھتی ہے وغیرہ وغیرہ

2۔ رسالہ (المقتبس طبع دمشق جلد ششم ص 144 میں ثابت کیا گیا ہے کہ ریش تراشوں کے استرے ناقل امراض ہوتے ہیں اور اکثر صحیح وتندرست انسانوں کے چہرے تک امراض سرائیت کر جاتے ہیں۔

(و قال سجعان وغيره انهم حلقوا مرة لحى جميع مستخدمى الملك الحديد ية فى ايام الشتاء ،فحصل لا كثر هم و جع و نخر فى الا ضراس و الا سنان و ورم فى الغدوا للعا بية)

ڈاکٹر سجعان اور جرج وغیرہ کا قول (بلکہ) تجربہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ موسم سرما میں ریلوے ملازمین کی ڈاڑھیاں مونڈ دیں۔ جس سے وہ دانتوں کے درد اور غدو دلعابیہ کے ورم میں مبتلا پائے گئے۔

3۔ نیز اسی رسالہ میں ڈاکٹر سجعان کا بیان نقل کیا گیا ہے کہ اس مملکت (رومہ) کے لوگ اکثر و

بیشتر مرض زکام میں مبتلا رہتے تھے اور اس سے گلو خلاصی کی کوئی تدبیر نہ سوجھتی تھی۔ آخر کار ایک طبیب حاذق نے لوگوں کو ڈاڑھیاں رکھوانے کا حکم دیدیا چنانچہ انہوں نے ڈاکٹر کی ہدایت پر عمل کیا۔ جس سے زکام برطرف ہوگیا۔ (1)

(لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم)

ان حکایات کی روشنی میں ظاہر ہوگیا کہ غیر مسلم ڈاکٹر اور سائنسدان بھی ریش گذاری کے فوائد اور ریش تراشی کے مضرات کے قائل نظر آتے ہیں بہرحال اگر حکمائے فرنگی اس کے متعلق کچھ بھی نہیں کہتے تو بھی ہمارے لئے تو حکمائے روحانیین کی فرمائشات واجب العمل تھیں یہ چند اقوال بھی ان لوگوں کی تسلی خاطر کے لئے نقل کیے گئے ہیں جو بدقسمتی سے اقوال معصومینؑ پر اطباء و سائنسدانوں کے اقوال و آراء کو ترجیح دیتے ہیں اور یہ نہایت مذموم طریقہ ہے اور ضعف ایمان پر دلالت کرتا ہے۔ (اعاذ نا الله منه) بہر کیف مذکورہ بالا حقائق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جس طرح مجوسیوں کا یونیفارم ڈاڑھی منڈوانا اور مونچھیں بڑھانا ہے اسکے برعکس اسلامی یونیفارم یہ ہے کہ ڈاڑھی رکھوائی جائے اور مونچھیں کٹوائی جائیں اور کسی بھی قوم کا فرض ہوتا ہے اور اسی میں اس کی ترقی کا راز مضمر ہوتا ہے کہ وہ اپنے کلچر، ثقافت اور مذہب کی حفاظت کرے۔ اور دوسروں پر اسے غالب کرے۔ لہذا اسلامی شعار کی حفاظت لازم ہے۔

(و من یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب) (2)

نیز یہ امر بھی بتقاضائے فطرت صحیحہ وعقل سلیم ثابت ہے کے ہر شخص اپنے آقا کی وضع وشکل، طور وطریق اور صورت و سیرت اختیار کرنا پسند کرتا ہے۔ بنا بریں مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ

1۔ (اقتباس از رسالہ دین حنیف) 2۔ سورۃ الحج

ریش گذاری کے سلسلہ میں اپنے آقا جناب رسولؐ خدا و آئمہ ھدیٰ کی شکل و ہیت اختیار کریں۔ جنکی ریش گذاری پر سارے جہان کا اتفاق ہے

(لکم فی رسول الله اسوه حسنة) (1)

﴿مقدار ریش﴾

مخفی نہ رہے کہ ریش گذاری کی دو حیثیتیں ہیں ایک واجب دوسری مستحب واجب یہ ہے کہ اس قدر رکھی جائے کہ منڈی ہوئی معلوم نہ ہو اور مستحب یہ ہے کہ قبضہ بھر مدور (گول) رکھی جائے۔ اور جو اس مقدار سے زائد ہو وہ بنا بر مشہور مکروہ اور بقول بعض علماء حرام ہے (الحسینہ فی حکم اللحیۃ اور حدیث میں اسکی مذمت وارد ہے۔ ارشاد معصوم ہے کہ

(مازاد من القبضه فهو فی النار)

"جو مقدار قبضہ سے زائد ہو وہ جہنم میں ہوگی" اسی طرح جب شرعی مقدار کے مطابق ڈاڑھی ہو تو اس کی اصلاح اور کنگھی وغیرہ کرنا چاہیئے تا کہ بے ہنگم نہ ہو جائے بلکہ باعث زیب و زینت رہے کیونکہ ڈاڑھی مردوں کی زینت ہے بالخصوص نماز کے وقت کنگھی کرنیکی تاکید زیادہ ہے۔

(یابنیٓ آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد)

اے اولاد آدم نماز کے وقت اپنے آپکو زینت دو

﴿خاتمة المطالب فی استحباب اخذ الشارب﴾

جب بحمدہ تعالیٰ ریش گذاری کے وجوب اور ریش تراشی کی حرمت کے اثبات سے ہم باحسن

1۔ سورۃ احزاب 21 2۔ فروع کافی وغیرہ

وجہ فارغ ہو چکے تو مناسب معلوم ہوگا کہ آخر کلام میں چند جملے مونچھیں کٹوانے کے متعلق بھی لکھ دیے جائیں۔ اگرچہ سابقا حرمت ریش تراشی کے اثبات کے ضمن میں کئی احادیث گزر چکی ہیں جو مونچھیں کٹوانے کے سنت موکدہ ہونے پر دلالت کرتی ہے ۔ جیسے مشہور حدیث (حفوا الشوارب وا عفوا اللحی) میں امر باخذ الشارب موجود ہیں کہ مونچھیں کٹواؤ اور اسی طرح (حبابیئه و البیه) والی حدیث جس میں بعض اقوام کے ملی مچھلی کی شکل میں مسخ ہونیکا ذکر ہے ان کا جرم یہ بیان کیا گیا ہے کہ ڈاڑھیاں منڈواتے تھے اور مونچھوں کو تاؤ دیتے تھے اس لئے مسخ ہو گئے ۔ یہاں مزید برآں ایک دو احادیث شریفہ پیش کی جاتی ہیں۔

بحار الانوار جلد 16 میں جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ حضرت صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا (اخذ الشارب من الجمعة الی الجمعة امان من الجذام) جمعہ کو مونچھیں کٹوانا دوسرے جمعہ تک مرض جذام (کوڑھ) سے محفوظ رکھتا ہے نیز اسی کتاب میں رسولؐ خدا کا ارشاد ہے کہ فرمایا (من لم یا خذ شاربه فلیس منا) جو شخص مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہم میں سے نہیں ہے

ختم کلام بتوضیح مرام

باخبر ناظرین پر مخفی نہیں ہے کہ اس قسم کی تاکید و تشدیدات کا تقاضا تو یہ تھا کہ مونچھیں کٹوانا واجب اور رکھوانا حرام ہوتا لیکن حضرت صادق کی ایک صریح فرمائش کتاب محاسن برقی رحمتہ الرحمہ میں موجود ہے کہ (حلق الشارب من السنة) مونچھیں کٹوانا سنت ہے

پس بعد ازیں ہم اسے واجب تو نہیں کہہ سکتے مذکورہ بالا فرمائشات کی روشنی میں اس فعل کے سنت موکدہ ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ لہذا مونچھوں کو باریک کٹوانا چاہیے۔ دعا ہے کہ خداوند عالم

جملہ موالیان آئمہ اطہارؑ کو اس اسلامی شعار کے قائم کرنے یعنی ڈاڑھی رکھوانے اور مونچھیں کٹوانے کی توفیق وفیق مرحمت فرمائے تاکہ مجوسی کے ساتھ کی مشابہت سے نکل کر صحیح اسلامی شکل وصورت اختیار کر سکیں خدا و رسولؐ اور آئمہ ھدیٰؑ کے رو برو سرخرو ہو سکیں۔

و انا الاحقر محمد حسین عفی عنه

طبع رابع جنوری 2006ء

(مصنف علام کی دیگر تصنیفات)

1۔ فیضان الرحمان فی تفسیر القرآن (10 جلدیں) 2۔ احسن الفوائد فی شرح العقائد (مکمل)
3۔ اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ (مکمل) 4۔ تحقیقات الفریقین فی حدیث ثقلین (مکمل)
5۔ کواکب مضیہ در احادیث قدسیہ (مکمل) 6۔ سعادۃ الدارین فی مقتل الحسین (مکمل)
7۔ اصلاح الرسوم (مکمل) 8۔ مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل (20 جلدیں)
9۔ قوانین الشریعہ فی فقہ جعفریہ (2 جلدیں) 10۔ نماز جمعہ اور اسلام (رسالہ)
11۔ تجلیات صداقت بجواب آفتاب ہدایت (2 جلدیں)
12۔ اثبات الامامت (مکمل)
13۔ زاد العباد لیوم المعاد زیر طبع (مکمل)
14۔ تنزیہ الامامیہ بجواب رسالہ مذہب شیعہ (مکمل)
15۔ رسالۃ الحج منیۃ الناسکین (مکمل)
16۔ اسلامی نماز مع دیگر چند ارکان اسلام (مکمل)
17۔ خلاصۃ الاحکام (ملخص قوانین الشریعہ) (مکمل)
18۔ اقسام توحید (رسالہ)
19۔ وراثت بیوگان اور اسلام (رسالہ)
20۔ ترجمہ القرآن (زیر طبع)

فقیہ علوم اہلبیت آیۃ اللہ الشیخ علامہ محمد حسین النجفی مدظلہ